بد نظری کا مرض
اور اس کا علاج

BADNAZARI KA MARZ
AUR ISKA ILAAJ

واعظ : حضرت مولانا مفتی طارق مسعود صاحب مدظلہ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	شکر کی اہمیت	3
2	اولڈ سینٹر کا رواج	4
3	ہم شکر بھی مجبوری میں کرتے ہیں	4
4	والدین کی محبت	4
5	اللہ کی محبت	5
6	اللہ کا شکر کیسے ادا کریں؟	6
7	والدین کی مثال	6
8	اسلام دینِ فطرت ہے	7
9	شکر کی تعریف	8
10	بد نظری سے ممانعت	8
11	اسلام میں تربیت مقدم ہے تعلیم سے	9
12	شکر کو جانچنے کا ذریعہ، نظر کی حفاظت	9
13	بد نظری سے بچنے کا طریقہ	9
14	ایک کے بدلے دس	10

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ. ونعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سیآت أعمالنا. من یھدہ اللہ فلا مضل لہ، ومن یضلل فلا ھادی لہ. ونشھد أن لا إلہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ، ونشھد أن سیدنا وحبیبنا و شفیعنا وسندنا محمداً أعبدہ ورسولہ. صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

قال اللہ تبارک وتعالی: اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ.[1]

وقال اللہ تبارک وتعالی: قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ.[2]

وقال اللہ تبارک وتعالی: وَ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ. اَلآیۃ.[3]

شکر کی اہمیت: اللہ تعالی فرماتے ہیں: داوٗدؑ کو ہم نے زمین میں خلافت دی اوران کو کہا کہ اے داوٗد! ایسے اعمال اختیار کریں جو شکر گزار لوگوں کے اعمال ہوتے ہیں، یعنی اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔ آگے فرمایا: وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ: اور میرے بندوں میں شکر گزار بندے بہت کم ہوں گے۔ایک تو ایمان والے ہی تھوڑے ہیں، جو اللہ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ جو اللہ کا شکر ادا کرنے والے ہیں وہ اور بھی تھوڑے ہیں۔ تو اللہ نے داوٗدؑ کو زمین میں خلافت دی اور حکم دیا کہ شکر ادا کریں اور ساتھ ساتھ فرمایا: وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ: میرے بندوں میں شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ یہ اس لیے ذکر کیا کہ جو چیز تھوڑی ہوتی ہے اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر ساری زمین میں سارے انسان اللہ کا شکر ادا کرنے والے ہوتے تو پھر شکر ادا کرنے پر اللہ کی طرف سے وہ انعام واکرام نہ ہوتا جو اَب ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے آپ پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بھی بہت سارے انعامات کیے اور بہت ساری نعمتیں دیں۔ کیا ہم بھی ان تھوڑے لوگوں میں شامل ہیں، جو اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں؟ یا ان زیادہ لوگوں میں شامل ہیں، جو ناشکرے ہیں؟ آج انسان صرف اسی کا شکر

1:سبا:13

2:النور:30

3:النور:31

ادا کرتا ہے اور اسی کی بات مانتا ہے جس کی بات ماننے پر وہ مجبور ہوتا ہے۔ قانوناً مجبور ہو یا معاشرے کا رسم و رواج ہو، اس لیے مجبور ہو۔ جہاں کوئی مجبوری نہیں ہوتی، وہاں انسان اپنے محسن کو فراموش کر دیتا ہے۔

اولڈ سینٹر کا رواج: اس کی مثال دیکھیے کہ ہمارے معاشرے میں والدین کے شکر کا رواج ہے، والدین کے ساتھ حُسن سلوک کا رواج ہے۔ لہذا کوئی اپنے والدین کو اولڈ سینٹر میں یا ایدھی سینٹر میں داخل نہیں کرتا۔ انگریزوں کے ہاں بوڑھے والدین کو گھر میں رکھنے کا رواج نہیں ہے، وہ داخل کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمارے ہاں بھی رواج ہو گیا تو ہم بھی اسی روش پر چل پڑیں گے جو یورپ میں ہے۔ آپ نے اخبار میں یہ خبر دیکھی ہو گی کہ پاکستان میں اسی طرز پر اولڈ سینٹر کھولے جا رہے ہیں جس طرز پر یورپ میں ہیں۔ دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ بہت سے بوڑھے والدین ایسے ہیں جن کو اولاد گھر میں رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوتی اور وہ جگہ جگہ رُلتے ہیں، ان کے لیے یہ ادارے کھولے جا رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کے لیے قانون بنایا جائے کہ بوڑھے والدین ایسی اولاد کے خلاف (F.I.R) کٹوائیں جو اُن کو خرچہ نہیں دیتی یا ان کی کفالت کا انتظام نہیں کرتی، لیکن گورنمنٹ ان کے لیے ادارے کھول رہی ہے۔ تو اس سے یہ ہو گا کہ کچھ عرصے کے بعد یہ رواج ہمارے ہاں بھی جڑ پکڑ جائے گا اور بوڑھے والدین کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو یورپ میں ہو رہا ہے (اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو)۔

ہم شکر بھی مجبوری میں کرتے ہیں: بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس چیز کا ہمارے ہاں رواج ہو اور عرف کی وجہ سے ہم اس چیز پر عمل کرنے پر مجبور ہوں، وہ کام تو ہم کرتے ہیں، یا جس چیز کے پیچھے قانون کی طاقت ہو، وہ کام تو کیا جاتا ہے۔ جس چیز کے پیچھے قانون کی طاقت نہیں ہے یا اس کا رواج نہیں ہے اس چیز پر شکر ادا کرنا بہت مشکل کام ہے۔

والدین کی محبت: دیکھیے! جتنے احسانات اللہ کے مخلوق پر ہیں اتنے احسانات کسی کے کسی پر نہیں ہیں۔ اس مخلوق میں سب سے زیادہ احسانات والدین کے ہوتے ہیں اولاد پر۔ والدین کی محبت اولاد کے ساتھ ایسی خالص اور پیاری محبت ہوتی ہے جس میں دنیا کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل دیتا ہوں کہ میاں بیوی میں محبت بھی ایک حد تک ہوتی ہے، بھائی بہنوں میں بھی ایک حد تک ہوتی ہے، دوستوں میں بھی ایک حد تک ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان میں سے کوئی معذور ہو جائے تو دوسرا اس کو بوجھ سمجھنے لگتا ہے، جبکہ والدین اللہ کی وہ واحد مخلوق ہے کہ اگر اولاد بڑھاپے میں بھی معذور ہو جائے تو وہ والدین کی طرف لوٹتی ہے۔ ہم نے بوڑھے بچوں کو اپنے سے زیادہ بوڑھے والدین کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ کوئی معذور ہو جائے تو

وہ اپنے والدین کی طرف رجوع کرتا ہے اور والدین اس کو مسترد نہیں کرتے۔ آپ دیکھیے کہ اگر کوئی بچہ معذور پیدا ہو تو والدین اس کو اتنی ہی محبت کے ساتھ ساری زندگی پالتے ہیں جتنی محبت کے ساتھ وہ صحت مند بچے کو پالتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی محبت اولاد کے لیے بالکل خالص ہوتی ہے۔ ان کے احسانات کا تصور نہیں۔

اللہ کی محبت: لیکن اللہ کے احسانات کا تصور کیجیے، جس نے والدین جیسی نعمت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے اس عالم کو بنایا تو اپنی رحمت کے 100 حصے کیے۔ ان 100 حصوں میں سے 99 حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ مخلوق میں تقسیم کر دیا۔ فرمایا کہ یہ اس ایک حصے کے اثرات ہیں کہ جب اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پاس دودھ پینے کے لیے آتا ہے تو وہ اونٹنی اپنے پاؤں پھیلا دیتی ہے، تاکہ وہ آسانی کے ساتھ دودھ پی سکے۔ یہ ایک جانور کے دل میں اپنی اولاد سے محبت ہے، جو اُس تقسیم شدہ محبت کا کروڑواں حصہ ہے، جو اللہ نے اپنی رحمت کے 100 حصوں میں سے ایک کو تقسیم کیا ہے۔ یعنی اپنی رحمت کے اس ایک حصے کے کروڑوں، کھربوں حصے بنائے، اس کروڑویں حصے میں اتنی طاقت ہے کہ جانور کی ماں بھی اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔ سوچیے کہ اللہ کی رحمت کیسی ہو گی؟ یہ اللہ ہی کی رحمت ہے جس نے اپنی مخلوق کو بنایا اور آسمان سے رزق برساتا ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں، سارے درخت قلم بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے اور قلم گِھس گِھس کر ختم ہو جائیں گے، لیکن اللہ کے احسانات اور انعامات ختم نہیں ہوں گے۔ آپ ایک آنکھ کو دیکھ لیں کہ جس آنکھ سے ہم دیکھتے ہیں، اس میں ہزاروں رگیں ہیں جو دماغ کی طرف جا رہی ہیں۔ اسی طرح تمام اعضاء کی رگیں دماغ کی طرف جا رہی ہیں اور دماغ تمام چیزوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس آنکھ کو دیکھ کر ایک سائنس دان نے کہا تھا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ آنکھ خود سے بنی ہو۔ تو اللہ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے دکھانے کے لیے ایسے ویڈیو کیمرے ہمارے دماغ میں نصب کر دیے ہیں کہ یہ پیدائش سے لے کر موت تک چلتے رہتے ہیں۔ یہ جو ویڈیو کیمرہ ہوتا ہے اس میں وہی پروسس ہوتا ہے جو آنکھ میں ہوتا ہے۔ سائنس دانوں نے یہ ویڈیو کیمرہ آنکھ کو دیکھ کر ہی بنایا ہے۔ ان ہزاروں رگوں میں سے ایک میں بھی گڑ بڑ ہو جائے تو کوئی اندھا ہو جائے گا، کسی کو ایک کے دو نظر آنا شروع ہو جائیں گے، کسی کو دو کے چار نظر آنا شروع ہو جائیں گے۔ کانوں کی سماعت کا بہترین نظام بنایا اور چکھنے کا ایسا نظام ہے کہ اللہ نے ہماری زبان پہ کروڑوں قسم کے ایسے آلات لگائے ہوئے ہیں کہ ایک قطرہ بھی زبان پر ٹپکا تو وہ فوراً دماغ کو اطلاع کر دے گی کہ یہ میٹھا ہے یا کڑوا ہے۔ اگر مارکیٹ میں ایسا کوئی سافٹ ویئر ہوتا تو کتنا مہنگا ہوتا؟ اور کتنی حفاظت سے اس کو رکھا جاتا؟ لیکن اتنی ترقی کے باوجود کسی سائنس دان نے ایسا کوئی سافٹ ویئر ایجاد نہیں کیا۔ پورا روبوٹ بنا دیا، لیکن اس میں نہ چکھنے کی صلاحیت ہے، نہ دیکھنے کی صلاحیت ہے۔ اس کو دیکھ

کر قرآن کی وہ آیت یاد آتی ہے: اَمۡ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ يُّبۡصِرُوۡنَ بِهَآ[4] : کیاان کی ایسی آنکھیں ہیں جن سے یہ دیکھ سکیں؟ اَمۡ لَهُمۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَآ[5] : کیاان کے کان ہیں جن سے یہ سنیں؟ روبوٹ نہ دیکھ سکتا ہے، نہ سن سکتا ہے۔اس کے ذریعے انسان ہی دیکھے گا، اس کے ذریعے انسان ہی سنے گا۔اگر وہ خود دیکھ سکتا، سن سکتا اور سمجھ سکتا تو اس کو ہنسی کی بات پر ہنسی آتی اور رونے کی بات پر رونا آتا۔اللہ نے ہمیں ایسے آلات دیے کہ ہم خود دیکھ بھی رہے ہیں، ہم خود سن بھی رہے ہیں، ہم خود بول بھی رہے ہیں اور ہم خود سمجھ بھی رہے ہیں۔اللہ تعالی داؤدؑ کو بھی کہہ رہے ہیں کہ شکر ادا کرو اور داؤدؑ کا واقعہ بتا کر ہمیں بھی کہہ رہے ہیں کہ تم بھی شکر ادا کرو۔آج ہم جن نعمتوں میں ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک نعمت (اللہ نہ کرے) چھن جائے تو ہمیں احساس ہوگا کہ کتنی بڑی نعمت ہے!

اللہ کا شکر کیسے ادا کریں؟: اب اللہ کا شکر ادا کیسے کیا جائے؟اس بات پر تو ساری دنیا کے سارے انسانوں کا اتفاق ہے کہ جو خالق کائنات ہے، ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ہاں جو خدا کو ہی نہیں مانتے، وہ الگ بات ہے کہ پھر شکر کس کا ہوگا؟ لیکن جو مانتے ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شکر ادا کیا جائے۔اختلاف یہاں ہے کہ شکر کیسے ادا کیا جائے؟عیسائی کہتے ہیں کہ آپ شکر ادا کریں چرچ میں جا کر، وہاں جا کر عیسیٰ بن مریم کی بھی عبادت کریں۔کیوں کہ وہ ان کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ جب ان کی عبادت ہوگی تو اللہ بھی خوش ہوگا۔ہندو کہتے ہیں کہ بھگوان کی روح بُتوں میں آئی ہوئی ہے، یا وہ کہتے ہیں کہ یہ نیک لوگ تھے، ان کی مورتیاں بنا کر ان کے سامنے جھکیں گے، چونکہ یہ خدا کے محبوب بندے تھے تو جب ہم ان کی عبادت کریں گے تو اللہ بھی ہم سے خوش ہوگا۔اسی طرح سکھوں کا الگ طریقہ ہے اور یہودیوں کا الگ طریقہ ہے۔ہر کسی کے ہاں عبادت کا اپنا معیار اور طریقہ ہے۔لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ خالق ایسی ذات ہے کہ جس کو خوش کرنا، جس سے بنا کے رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔تو ظاہر ہے اسلام نے بھی ایک طریقہ بتایا ہے۔اسلام کہتا ہے کہ یہ سارے طریقے غلط ہیں۔ صحیح طریقہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔پہلے تو اللہ نے پورے دین کا خلاصہ دو لفظوں میں بتا دیا کہ خبیث چیزوں کو تم پر حرام کیا گیا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو تم پر حلال کیا گیا ہے۔ گندگی چھوڑ دو اور حلال کی طرف آجاؤ۔یہ کام کر لوگے تو میں سمجھوں گا کہ تم نے میرا شکر ادا کر دیا۔شکر کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کو جو آرڈر دیا جا رہا ہے اس کو پورا کرو۔

4:الاعراف:195

5:الاعراف:195

والدین کی مثال: جیسے والدین اپنے بچے کو پالتے ہیں اوراس کی خدمت کرتے ہیں۔ پھر جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، کیوں کہ وہ ان کا فرمانبردار ہوتا ہے اور جو نافرمان ہوتا ہے اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ تو کسی کو خوش کرنا ہے تو اس کی فرمانبرداری کرو، خوش ہو جائے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو ناراض ہو جائے گا۔ ہاں! والدین کو خوش رکھنے میں تو یہ ہے کہ پتا نہیں کس قسم کے احکامات دینا شروع کر دیں۔ بعض دفعہ ایسے احکام دینا شروع کر دیتے ہیں جو آدمی کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔

آج ایک آدمی کا فون آیا کہ میرے والدین کہہ رہے ہیں کہ بیوی کو چھوڑ دو۔ اب یہ ایسا حکم ہے اس میں بڑی مشکل ہے۔ میں نے پوچھا کہ وجہ کیا ہے؟ تو کہنے لگا کہ کوئی وجہ نہیں ہے، بس ساس بہو کی لڑائی رہتی ہے۔ اب یہاں بندہ آزمائش میں پھنس جاتا ہے کہ کیا کرے؟ حدیث میں آتا ہے کہ والدین کا حق ہے کہ اگر وہ بیوی کی طلاق کا حکم دیں تو طلاق دے دی جائے۔ علماء نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ بشرطیکہ وہ عورت ظالم ہو۔ لیکن اب یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ لڑکی ظالم ہے یا نہیں۔ والدین بعض دفعہ ناجائز مطالبہ بھی کر لیتے ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے: لیکن خالق نے اپنے بارے میں بتا دیا کہ میں تم سے ناجائز مطالبہ نہیں کروں گا، کسی خبیث چیز یا ناپاک چیز کی طرف جانے کا حکم نہیں دوں گا۔ اس میں اللہ نے یہ بتا دیا کہ اسلام کے جتنے احکامات ہیں سارے صحیح ہیں۔ کوئی ایک حکم ایسا نہیں دکھا سکتے جو غلط ہو۔ اور دوسری چیز اللہ نے بتا دی کہ وہ حکم بھی آسان ہوں گے۔ ہمیں جو تنگی محسوس ہوتی ہے، وہ ہمارے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہمیں جو فجر کی نماز میں تنگی محسوس ہوتی ہے وہ اس لیے کہ ہمارے نزدیک اللہ کے حکم کی اہمیت نہیں ہے۔ اگر کوئی جاب کے لیے بلائے تو فوراً اٹھ کر چلے جائیں گے۔ تنگی تب ہوتی جب یہ حکم ہوتا کہ 4 بجے سونا ہے اور 5 بجے اٹھنا ہے۔ اللہ نے اتنی لمبی رات بنا دی اور فرمایا کہ جلدی سو جاؤ اور جلدی اٹھ جاؤ۔ نیند پوری کرنے کی اجازت نہ ہوتی تو پھر تنگی ہوتی۔ اللہ نے نماز کے اوقات ایسے رکھے ہیں کہ نیند پوری ہو سکے۔ پھر فجر اور ظہر کے درمیان اتنا لمبا وقفہ رکھ دیا، کیونکہ یہ کمانے کا وقت ہوتا ہے۔ تمام انسانوں کو دیکھ کر ہر لحاظ سے جامع دین بنا کر دے دیا، کیونکہ خالق کا بنایا ہوا دین ہے۔ اس میں حکم دے دیا کہ پانی سے وضو کرو۔ یہ بھی اللہ کہہ سکتے تھے کہ پانچ ٹائم غسل کر کے نماز پڑھو۔ اگر وضو باقی ہے تو پانچ ٹائم کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پانی نہیں ہے یا بیماری ہے تو تیمم کا حکم دے دیا۔ اسی کو فرمایا کہ ماجعل علیکم فی الدین من حرج: کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں ہے۔ تو اللہ تعالی نے پورے دین کا خلاصہ دو باتوں میں

بیان کر دیا۔ ایک تو یہ کہ میں تمہیں کسی غلط بات کا حکم نہیں دوں گا۔ قرآن نے حکم دیا کہ لا تقتلوا انفسکم : اپنے آپ کو قتل نہ کرو، اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور فرمایا کہ من قتل نفساً بغیر نفس۔۔۔۔۔۔۔ : کسی نے کسی معصوم جان کو ہلاک کر دیا تو گویا اس نے ساری انسانیت کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالی نے قتل سے روکا۔ یہ فطرت کے مطابق ہے۔ بعض لوگوں کے مذہب میں یہ چیز داخل ہے کہ معصوم لوگوں کا قتل کیا جائے۔ وہ انسانیت کو اذیت پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ اللہ نے طہارت کا حکم دیا، جبکہ ہندؤں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے پیشاب کے چھینٹے مارے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں بچے کو نہلایا جاتا ہے۔ اسی طرح اور بھی احکامات ہیں۔ اللہ نے ایک تو غلط بات کا حکم نہیں دیا اور دوسرا یہ کہ آسان کام کا حکم دیا۔ صحیح بات بھی تمہارے اوپر اتنی ڈالی ہے جتنی تم میں طاقت ہو۔

شکر کی تعریف: میرے بھائی! اسلام نے جو شکر کی تعریف کی ہے وہ یہ کہ اللہ کے ان احکامات پر عمل کرو جو فطرت کے مطابق ہیں۔ لہذا ہمیں پتا چل گیا کہ اللہ کا شکر کسی نے ادا کرنا ہے تو جن کاموں سے اللہ نے روکا ہے ان کاموں سے رک جاؤ۔ آج سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وظیفوں کی طرف بہت زیادہ زور ہے۔ میرے پاس اکثر فون آتے ہیں کہ میرا یہ مسئلہ اٹکا ہوا ہے، اس کے لیے کچھ پڑھنے کو بتادیں۔ دین داری کا مطلب بھی لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ جو زیادہ وظیفے پڑھتا ہو وہ زیادہ دیندار ہے۔ اللہ کا شکر ادا ایسے ہو گا کہ اللہ جن باتوں سے رکنے کا کہہ رہے ہیں ان باتوں سے رک جاؤ۔

بد نظری سے ممانعت: اللہ نے جہاں اور بہت سے احکام دیے ہیں، ان میں ایک حکم مردوں اور عورتوں کے لیے مشترک ہے اور وہ یہ ہے کہ بد نظری چھوڑ دو۔ یہ حکم بھی بالکل فطرت کے مطابق ہے۔ اگر حکم ہوتا کہ جس کو چاہو دیکھو تو پھر نکاح کا حکم کیوں ہوتا؟ وہ کہتی کہ جب ساری دنیا کی لڑکیوں کو دیکھنا ہے تو مجھ سے ایگریمنٹ کس بات کا ہوا ہے؟ یہ ایسا سوال ہے کہ پوری دنیا پر ایک بد نما داغ ہے۔ کسی کے پاس اس کا جواب نہیں ہے، کیونکہ دنیا کی ہر قوم میں اس کی اجازت قانوناً بھی دی جاتی ہے کہ ایک آدمی نکاح بھی کرے اور دوسری جگہوں پر منہ بھی کالا کرتا رہے۔ آج عملی طور پر دنیا کی ہر قوم میں ایسا ہے۔ لیکن قرآن حکم دیتا ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ : اے ایمان والو! اپنی نظروں کو جھکا کے رکھو۔ اس حکم پر کتنے لوگ عمل کر رہے ہیں؟ اور آگے فرمایا: قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ: عورتوں کو بھی نظریں جھکانے کا حکم دیا۔ جو اس پر عمل نہیں کرے گا وہ شکر والوں کی فہرست میں داخل نہیں ہو گا۔ اللہ فرما رہا ہے: تمتعوا : مزے اڑاؤ، پھر اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو گا۔ آگے فرمایا کہ یہ مت سمجھو کہ اللہ ظالموں سے غافل ہے۔ اللہ نے ان کو ایسے دن (قیامت کا دن) کے لیے مہلت دی ہے

جس میں آنکھیں اور دل پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے۔ آنکھیں خوف کے مارے اُٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی۔ اللہ نے مرد کو بھی حکم دیا اور عورت کو بھی حکم دیا کہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں۔ علماء نے لکھا ہے کہ مرد کو اپنی نظروں حفاظت کرنا زیادہ ضروری ہے بنسبت عورتوں کے، کیونکہ عورت کسی مرد کو دیکھے تو فتنے کا اندیشہ اتنا نہیں ہوتا، جبکہ مرد اگر عورت کو دیکھے تو فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ہاں! جو ضرورت کے مواقع ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے اگر کوئی شخص لیڈیز کپڑا بیچتا ہے تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ جتنا ممکن ہو سکے اپنی نظروں کی حفاظت کرے اور اگر دیکھے تو نیت صاف رکھے۔

اسلام میں تربیت مقدم ہے تعلیم سے: اگر کسی انسٹیٹیوٹ میں عورت پڑھا رہی ہے تو وہاں بھی دیکھنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ نیت صاف ہو۔ اگر دل میں فحش خیالات آ رہے ہیں تو ایسی تعلیم چھوڑ دو، کیونکہ تربیت پہلے ہے، تعلیم بعد میں ہے۔ ہم میں اور انگریزوں میں یہی فرق ہے کہ وہ تعلیم کو تربیت پر مقدم رکھتے ہیں اور ہم تربیت کو تعلیم پر مقدم رکھتے ہیں، کیونکہ ہمارے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد ہی تربیت اور انسان کو انسان بنانا ہے۔ ایسی تعلیم جس کی وجہ انسان انسان ہی نہ رہے، بلکہ حیوانوں کی فہرست میں داخل ہونا شروع ہو جائے، ایسی تعلیم کی شریعت میں اجازت ہی نہیں ہے۔ کسی خاتون سے صرف وہی پڑھ سکتا ہے جس کو اپنے بارے میں سو فیصد یقین ہو کہ میں فتنے میں مبتلا نہیں ہوں گا۔ یہ رعایت بھی مجبوری کی حالت میں ہے، ورنہ ایسے ادارے میں جانے کی ضرورت کیا ہے جس میں عورتیں پڑھا رہی ہیں؟ یہی حکم عورت کے لیے بھی ہے۔

شکر کو جانچنے کا ذریعہ، نظر کی حفاظت: یہ بد نظری ایسی چیز ہے کہ یہاں انسان کا فوراً پتا چل جائے گا کہ یہ اللہ کا شکر گزار ہے یا نافرمان؟ اس کی آنکھیں اللہ کا شکر ادا کر رہی ہیں یا اللہ کی ناشکری کر رہی ہیں؟ جیسے تھرمامیٹر سے بخار کا فوراً پتا چل جاتا ہے کہ کتنا ہے؟ اسی طرح اس سے بھی پتا چل جاتا ہے کہ بندہ اللہ کا شکر گزار ہے یا نہیں؟ آپ کا ایک دن میں 50 مرتبہ عورت سے پالا پڑ رہا ہے اور آپ نے ایک مرتبہ بھی نہیں دیکھا تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کو ایک فیصد بھی ناشکری کا بخار نہیں ہے۔ اگر آپ 25 مرتبہ نظر جھکا لیتے ہیں اور 25 مرتبہ دیکھ لیتے ہیں تو آپ کے بارے میں کہا جائے گا کہ ابھی نافرمانوں کی فہرست سے باہر نہیں نکلے ہیں، لیکن اتنے نافرمان بھی نہیں ہیں جتنے دوسرے ہیں۔ اگر 50 مرتبہ موقع ملتا ہے اور آپ 50 مرتبہ بد نظری کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے اندر شکر کا ذرہ برابر بھی جذبہ باقی نہیں رہا۔ یہ اپنے آپ کو جانچنے کا بہترین موقع ہے۔

بد نظری سے بچنے کا طریقہ: جب بھی کسی پر نظر ڈالنے کا موقع ملے تو علماء کہتے ہیں کہ اس وقت انسان یہ سوچ لے کہ

بس اس مرتبہ صبر کرلو، اس مرتبہ نظر جھکالو۔ خواتین کو فلموں ڈراموں کا شوق ہوتا ہے۔ ان میں بہت بد نظری ہوتی ہے۔ خواتین کے لیے بد نظری یہ بھی ہے کہ وہ ٹی وی پر برہنہ جسم والی عورتوں کو دیکھیں۔ اس سے ان کے اندر سے بھی آہستہ آہستہ حیا ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے اس گناہ کو ہلکا نہ سمجھیں۔ یہ گناہ فطرت کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ بس یہ سوچ لیا کریں کہ آج نظر جھکا لیں، کل سے دیکھ لیں گے۔ شیطان کہتا ہے اس دفعہ کر لو، کل سے توبہ کر لینا۔ آپ نے کیا کرنا ہے کہ اس دفعہ رہنے دو، اگلی مرتبہ کر لینا۔ جب اگلی مرتبہ موقع آئے تو پھر یہ سوچ لے کہ اس مرتبہ نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ نظر کا جھکانا چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس حدیث کی سند کی تحقیق مجھے نہیں ہے، بہر حال! یہ مفہوم شریعت کے دوسرے اصولوں کی روشنی میں ثابت ہے، اس لیے کہ قربانی پر اللہ جیسے نوازتے ہیں، بغیر قربانی دیے ایسا نہیں نوازتے۔ آج نظر کی حفاظت کرنے میں اتنی بڑی قربانی ہے کہ میں سمجھتا ہوں دنیا کی کسی چیز میں اتنی بڑی قربانی نہیں ہے۔ بڑا مشکل کام ہوتا ہے مرد کے لیے اپنی نگاہوں کو جھکا دینا۔ یہ سوچ کے جھکا لیا کریں کہ اللہ داوٗدؑ سے کہہ رہا ہے کہ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ: میرے تھوڑے سے ہی بندے ہیں جو شکر گزار ہوں گے۔ یہ سوچ کر جھکالے کہ دیکھنے والے تو بہت ہیں، میں ان شکر گزار بندوں میں داخل ہو جاؤں جو بہت تھوڑے سے ہیں۔ اس سے اللہ کی نظر میں آپ کی قدر و قیمت بہت بڑھ جائے گی اور اس کا بدلہ جنت میں حوروں کی صورت میں ملے گا اور اس کے علاوہ بے شمار نعمتیں ملیں گی۔ قرآن میں اللہ نے فرمادیا کہ کوئی بھی مرد ہو یا عورت، کوئی بھی نیک عمل کرے گا تو میں اس کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔

ایک کے بدلے دس: اللہ تعالی نے یہ بھی بتادیا کہ کم سے کم میری نظر میں ایک کا بدلہ دس ہے۔ بعض دفعہ اہل اللہ کو اللہ تعالی دکھا بھی دیتے ہیں کہ میں تھوڑے عمل پر تمہیں دس بڑھا کے دے رہا ہوں۔ ہمارے ایک استاد ہیں، جو میرے پیر و مرشد بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ معمول ہے کہ میں بخاری شریف اپنے ساتھ لے کر سوتا ہوں اور جب میری آنکھ کھلتی ہے تو میں بخاری شریف کھولتا ہوں اور میں نے عزم کیا ہے کہ جو حدیث بھی میرے سامنے آئے میں اس پر عمل کروں گا اگرچہ ایک مرتبہ ہی کیوں نہ کروں۔ تو کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے کتاب کھولی تو یہ حدیث سامنے آئی کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رشتہ داری کو جوڑے۔ ویسے تو وہ اچھا ہی سلوک کرتے ہیں، لیکن انہوں نے سوچا کہ اس حدیث کی وجہ سے اضافی عمل کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ کیسا عمل کروں؟ پھر کہا کہ میرے پاس 25 ہزار روپے کسی ضرورت کے لیے رکھے ہوئے تھے اور وہی ضرورت میرے بڑے بھائی کو بھی تھی، لیکن ان کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے۔ میں نے کہا کہ میں اپنی ضرورت کو ان کی ضرورت پر قربان کر دیتا ہوں۔ یہ قربانی اس آدمی کے لیے بڑی

مشکل ہوتی ہے جس کی پوری جائیداد ہی 25000 ہو۔ چنانچہ انہوں نے وہ پیسے اپنے بڑے بھائی کو دے دیے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگلے دن میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کی جیب سے آج تک کسی کے لیے ہدیہ نہیں نکلا (حالانکہ وہ مال دار تھا) تو اس نے مجھے ڈھائی لاکھ روپے کی رقم ہدیہ کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حیران ہو گیا کہ کل میں نے اپنے بھائی کو پیسے دیے اور آج اللہ نے ایسے آدمی سے انتظام کروایا جس کے بارے میں مجھے گمان بھی نہیں تھا۔ قرآن میں آتا ہے کہ ویرزقہ من حیث لایحتسب[6]: جو تقوی اختیار کرتا ہے اللہ اس کو وہاں سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اہل اللہ کے ساتھ ایسے واقعات ہوتے ہیں، ہمارے ساتھ نہیں ہوتے، کیونکہ اگر ہمارے ساتھ ایسے واقعات ہونے لگ جائیں تو غیب پر ایمان نہیں رہتا۔ اہل اللہ کا اللہ پر ایمان اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اگر اللہ ان کو نہ بھی دے تو ان کو پتا ہوتا ہے کہ اللہ نے دس گنا دینے ہی دینے ہیں۔ آخرت میں تو دیں گے ہی دیں گے، دنیا میں بھی ملے گا، کیونکہ صدقے کی وجہ سے تو مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ جن کو یقین ہے، اللہ ان کو مزید اطمینان دلانے کے لیے دیتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کے سامنے اللہ نے مردہ پرندوں کو زندہ کر دیا۔ انہوں نے مختلف پرندوں کے مختلف اعضاء کاٹ کر مختلف پہاڑوں پر رکھے۔ اللہ نے فرمایا: ان کو آواز دو۔ حضرت ابراہیمؑ نے آواز دی تو وہ سارے جڑ کر آ گئے، یہ بتانے کے لیے کہ میں قیامت کے دن مردوں کو زندہ کروں گا۔ ان کو تو پہلے ہی یقین تھا، لیکن مزید اطمینان پیدا کرنے کے لیے اللہ نے ایسا کیا۔ ان استاد نے کہا کہ یہ جو اللہ نے مجھے پیسے دیے ہیں یہ صدقہ اور اپنے بھائی کے ساتھ حسن اخلاق کی وجہ سے دیے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو میرا یہ عمل بہت پسند آیا۔ اتنے پسندیدہ عمل کو پھر اسی کام میں استعمال کرنا چاہیے۔ پھر انہوں نے وہ ڈھائی لاکھ اپنے بھائی بہنوں میں بانٹ دیے۔ تو بعض دفعہ اللہ تعالی اہل اللہ کو دنیا میں ہی دکھا دیتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ ہی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہمیں ایسے لوگ دیکھنا نصیب ہو جاتے ہیں اور اس سے ہمارا ایمان اور تازہ ہو جاتا ہے۔ تو میرے بھائی اللہ 25 ہزار صدقہ کرنے پر اتنا نواز سکتا ہے تو ایک مرتبہ نظر جھکانے پر اللہ کتنا نوازے گا؟ میں کہتا ہوں کہ 25 ہزار صدقہ کرنا آسان ہے، لیکن آج کے زمانے میں نوجوان کے لیے نظر جھکانا بہت مشکل کام ہے، کیوں کہ اس میں خواہشات قربان ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ زیادہ مشکل کام ہے۔ اس کو اللہ اور زیادہ نوازے گا۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

6: الطلاق: 3